شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا دورِ ابتلاء

عبدالرشید عراقی

اعلائے کلمتہ الحق کے سلسلہ میں محدثین کرام اور ائمہ عظام کو مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ امربالمعروف و نہی عن المنکر کے سلسلہ میں علمائے کرام نے مصائب و تکالیف کو برداشت کیا، مگر حق گوئی و بیباکی سے باز نہیں آئے۔ امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور امام محمد بن اسمٰعیلؒ کو شدید مصائب و تکالیف کا سامنا کرنا پڑا، لیکن یہ حضرات امربالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرتے رہے۔

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہؒ بھی ان چند خوش نصیب افراد میں شامل تھے جنہوں نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے سلسلہ میں مصائب و تکالیف برداشت کیں اور اپنے اس مشن میں کامیاب رہے۔ امام ابن تیمیہ کے دور میں صوفیہ کا ایک گروہ تھا جنہوں نے اسلام میں نئی بدعتیں رائج کرنی شروع کر دی تھیں اور لوگوں کو گمراہ کر رہے تھے۔ امام صاحب نے جب یہ دیکھا کہ صوفیہ کی سرگرمیاں دن بدن بڑھتی جارہی ہیں تو آپ نے ان پر تنقید کا سلسلہ شروع کیا۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ :

> "شیخ تقی الدین (ابن تیمیہ) سے فقہاء کی ایک جماعت جلا کرتی تھی، اس لئے کہ وہ حکومت کی نگاہ میں وقار کے حامل تھے۔ عوام ان کے ارشادات پر سر تسلیم خم کرتے تھے۔ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ تن تنہا انجام دینا ان کا شعار تھا۔ اسی کے باعث وہ لوگوں میں مقبول تھے۔ ان کے اتباع کی تعداد شمار سے خارج تھی۔ ان کی حمیت دینی اور علم و عمل نے انہیں محسود بنا دیا تھا۔"[1]

مخالفین کی سلطان مصر سے شکایت

امام ابن تیمیہ نے جب صوفیہ پر تنقید کا سلسلہ شروع کیا تو وہ لوگ جو شیخ ابن عربی کے معتقد تھے انہوں نے سلطان مصر سے یہ شکایت کی کہ ابن تیمیہ صوفیہ پر برملا تنقید کرتے ہیں اور شیخ ابن عربی کو بھی معاف نہیں کرتے اور ان کی اس تنقید سے شیخ ابن عربی کی قدر و منزلت گھٹ رہی ہے، اس

لئے ہم آپ سے استدعا کرتے ہیں کہ ابن تیمیہ کو شیخ ابن عربی تنقید سے باز رکھا جائے۔

امام ابن تیمیہ کی مصر طلبی

۵ رمضان المبارک ۷۰۵ھ کو سلطان مصر کا فرمان دمشق پہنچا کہ امام ابن تیمیہ کو مصر بھیجا جائے' چنانچہ امام صاحب اسی وقت دمشق سے مصر کے لئے روانہ ہوئے اور ۲۲ رمضان المبارک کو آپ مصر پہنچ گئے۔ امام صاحب کے مصر پہنچنے سے پہلے سلطان مصر نے قاضی القضاہ علامہ بدر الدین بن جماعہ الشافعی کو حکم دے دیا تھا کہ اصل معاملہ کی تحقیق کر کے فیصلہ کیا جائے۔

۱۰/ شوال منگل کے دن قاہرہ میں ایک مجلس مذاکرہ منعقد ہوئی' جس میں بہت سے علمائے کرام شامل تھے۔ شافعی عدالت کے سامنے امام ابن تیمیہ پر الزامات لگائے گئے اور عدالت سے انصاف کا مطالبہ کیا گیا۔ امام صاحب نے ان سب الزامات کی تردید کی اور ہر مسئلہ کا جواب قرآن و حدیث کی روشنی میں دیا۔ دلائل اتنے واضح تھے کہ مدعی سے ان کا جواب نہ بن سکا۔ امام صاحب پر یہ الزام بھی لگایا گیا کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ کو ناجائز سمجھتے ہیں۔ امام صاحب نے قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنا نقطہ نظر پیش کیا جس پر لوگوں میں اختلاف رائے پیدا ہو گیا۔ ایک گروہ امام ابن تیمیہ کا مخالف اور دوسرا گروہ امام صاحب کا موافق ہو گیا۔ قاضی القضاۃ سے کچھ نہ بن سکا تو یہ فیصلہ دیا کہ یہ خلاف ادب ہے اور اس کی سزا ضرور ملنی چاہئے' مگر اس سے بھی مجلس میں موجود علمائے کرام نے اختلاف کیا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امام ابن تیمیہ کے بارے میں کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ {۲}

سلطان مصر سے امام ابن تیمیہ کی دوبارہ شکایت

جب اس مجلس میں مخالفین کا زور نہ چلا اور امام صاحب کو سزا نہ دلا سکے تو انہیں بہت تشویش ہوئی کہ ہمارا وار خالی گیا ہے۔ انہوں نے دوبارہ سلطان مصر سے شکایت کی کہ امام ابن تیمیہ کی کڑی نگرانی کرنی چاہئے اور ان کی دعوت کا سدباب کرنا چاہئے' اگر ایسا نہ کیا گیا تو مستقبل میں بہت سی مشکلات پیش آئیں گی۔ چنانچہ سلطان مصر کی طرف سے امام صاحب کے سامنے تین شرائط پیش کی گئیں کہ ان میں سے کسی ایک شرط کو آپ تسلیم کر لیں۔

۱۔ آپ قاہرہ سے دمشق واپس چلے جائیں اور وہاں چند شروط کے تحت زندگی بسر کریں۔

۲۔ قاہرہ سے اسکندریہ چلے جائیں اور وہاں چند شروط کے تحت زندگی گزاریں۔

۳ ۔ اگر دونوں شرطیں منظور نہیں تو پھر جیل چلے جائیں{۳}

امام صاحب نے تیسری شرط کو منظور کر لیا اور داخل زندان ہوئے۔ امام صاحب کے جیل جانے سے حنابلہ پر آفت آگئی اور ان کو ہر طریقہ سے پریشان کیا گیا۔ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ :

"امام ابن تیمیہ کے جیل جانے سے دیار مصر میں حنابلہ کو بہت زیادہ اہانت اور زلت ورسوائی سے دوچار ہونا پڑا"{۴}

امام صاحب کو جیل میں ہر قسم کی سہولت دی گئی۔ آپ کو خدام رکھنے کی بھی اجازت دی گئی اور ہر شخص کو ان سے ملاقات کی بھی اجازت تھی۔ لوگ آپ سے فتویٰ طلب کرنے کے لئے بھی آتے اور کئی لوگ دعا کے لئے بھی حاضر ہوتے۔ غرض کسی قسم کی پابندی امام صاحب سے ملنے کی نہ تھی {۵}

امام ابن تیمیہ کو رہائی کی مشروط پیشکش

امام ابن تیمیہ ایک سال تک جیل میں رہے۔ آخر حکومت کو خیال آیا کہ امام صاحب کو رہا کر دیا جائے لیکن مشروط! اور شرائط یہ تھیں کہ وہ اپنے بعض عقائد سے رجوع کر لیں۔ لیکن آپ نے مشروط رہا ہونے سے انکار کر دیا۔ آپ کے پاس ایک بار نہیں چھ بار حکومت کی طرف سے آدمی آئے، لیکن آپ نے صاف انکار کر دیا۔ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ آخر یہ لوگ حصول مقصد میں ناکام ہو کر واپس چلے گئے{۶}

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے الفاظ میں، حکومت کے کارندوں کو صاف صاف فرمایا :

﴿السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ﴾{۷}

"یہ لوگ مجھے جس طرف بلا رہے ہیں، اس کے مقابلہ میں جیل کی زندگی میرے لئے کہیں زیادہ مرغوب اور پسندیدہ ہے"۔

امام صاحب کو جیل میں رہتے ہوئے ۱۸ ماہ گزر گئے۔ لیکن آپ نے مشروط رہائی قبول نہ کی۔ آخر ایک عرب امیر عیسیٰ کی کوشش سے آپ کو غیر مشروط رہائی ملی۔

رہائی کے بعد پھر اسیری

رہائی کے بعد امام ابن تیمیہ کا مصر میں قیام کا کوئی ارادہ نہ تھا۔ لیکن حالات نے ایسی صورت اختیار کی کہ امام صاحب کا مصر میں قیام طویل ہو گیا اور اس قیام کے دوران امام صاحب نے درس و

تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کے قیام مصر کے دوران یہ مشاہدات سامنے آئے کہ یہاں بھی صوفیہ کا گروہ زیادہ اکثریت میں ہے' جو عقیدہ وحدۃ الوجود کے قائل ہیں اور اس کی رو سے خالق اور مخلوق میں کسی قسم کی تفریق کے قائل نہیں۔ امام صاحب نے ان کے اس عقیدہ باطلہ کی قرآن و سنت کی روشنی میں تردید کی اور یہ فتویٰ دیا کہ ایسے خیالات فاسدہ رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ چنانچہ مخالفین نے آپ کے خلاف سازش کر کے دوبارہ جیل بھجوا دیا۔ مگر آپ کی یہ اسیری ایک سال ہی رہی۔ اس کے بعد آپ رہا کر دیئے گئے۔{۸}

امام ابن تیمیہ اسکندریہ میں

امام ابن تیمیہ رہائی کے بعد قاہرہ سے اسکندریہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ایک جم غفیر نے آپ کو عزت و احترام کے ساتھ رخصت کیا اور اسکندریہ میں سلطان مصر نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ سلطان مصر کے ساتھ استقبال کرنے والوں میں مصر کے جید علمائے کرام بھی شامل تھے۔ ان علمائے کرام میں قاضی جمال الدین الکلانسی بھی تھے۔ انہوں نے امام ابن تیمیہ کے استقبال کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھا اور انہوں نے اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے جس کو حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔ قاضی جمال الدین بیان کرتے ہیں :

> "جس وقت سلطان کو اطلاع ملی کہ امام ابن تیمیہ پہنچ گئے ہیں وہ سروقد کھڑا ہو گیا اور ایوان سلطنت کے کنارے تک چل کر آیا۔ وہاں دونوں کی ملاقات اور معانقہ ہوا۔ سلطان امام ابن تیمیہ کو لئے ہوئے قصر شاہی کی اس منزل کی طرف آیا جس کی کھڑکی باغ کی طرف کھلتی ہے۔ وہاں دونوں تنہا ایک گھڑی باتیں کرتے رہے۔ پھر دونوں دربار کی طرف اس ہیئت سے آئے کہ شیخ کا ہاتھ سلطان کے ہاتھ میں تھا۔ سلطان بیٹھ گیا۔ اس کے دائیں جانب ابن جماعہ (قاضی مصر) بائیں طرف ابن الحیلی وزیر سلطنت تھے۔ ابن تیمیہ سلطان کے سامنے اس کی مسند کے پاس بیٹھے تھے۔ وزیر نے اس وقت یہ درخواست دی کہ اہل ذمہ (غیر مسلم رعایا) کو سفید عماموں کی اجازت حسب دستور سابق دی جائے' انہوں نے خزانہ شاہی کو سات لاکھ سالانہ کی پیش کش کی ہے۔ یہ موجودہ ٹیکس کے علاوہ ہو گا۔ اس وقت مجلس پر سکوت طاری تھا۔ قضاۃ و اکابر علمائے کرام سب موجود تھے۔ اس میں علامہ ابن الزملکانی بھی تھے۔ سلطان نے قضاء علماء کی طرف خطاب کر کے فرمایا آپ اس بارہ میں کیا کہتے ہیں۔ اس پر کسی نے کچھ نہیں کہا۔ اس پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور بڑے جوش و غصہ کے ساتھ گفتگو کرنی شروع کی اور وزیر پر سختی سے جرح کی۔ ان کی آواز بلند ہوتی جا

رہی تھی اور سلطان ان کو نرم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس وقت امام ابن تیمیہ نے اس طرح گفتگو کی کہ کوئی دوسرا شخص اس کی جرات نہیں کر سکتا تھا۔ انہوں نے سلطان کو مخاطب کر کے کہا کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ کے اس پہلے دربار کا افتتاح اس کاروائی سے ہوا کہ آپ فانی دنیا کی حقیر منفعت کے لئے اہل ذمہ کی مدد کریں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتنا بڑا احسان کیا کہ آپ کو کھوئی ہوئی سلطنت دلادی' آپ کے دشمن کو ذلیل و خوار کیا۔ اور حریفوں پر آپ کو فتح دی۔ سلطان نے یہ سن کر کہا کہ یہ قانون تو چاشنگر کا بنایا ہوا ہے۔ امام ابن تیمیہ نے فرمایا کہ یہ جاری تو آپ کے فرمان سے ہی ہوا ہے' چاشنگر تو آپ کا نائب تھا۔ سلطان کو امام ابن تیمیہ کی حق گوئی پسند آئی اور یہ قانون بدستور رہا۔{۹}

اسکندریہ سے قاہرہ واپسی

امام ابن تیمیہ قاہرہ سے واپس تشریف لائے اور آتے ہی درس و تدریس اور افتاء و ارشاد میں منہمک ہو گئے۔ پہلے قاہرہ میں طویل قیام کا ارادہ نہ تھا' مگر بعد میں آپ نے اپنا قیام طویل کر دیا۔ دمشق سے اپنی بہت سی کتابیں بھی منگوالیں اور پورے انہماک کے ساتھ درس و تدریس و افتاء و تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری کر دیا{۱۰}

دمشق واپسی

۷۱۲ھ میں سات سال بعد امام ابن تیمیہ مصر سے واپس دمشق پہنچے۔ سلطان مصر آپ کے ساتھ دمشق آیا۔ اہل دمشق نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔ دمشق پہنچ کر امام صاحب درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہو گئے۔

امام ابن تیمیہ پھر جیل میں

امام ابن تیمیہ دمشق میں درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں مصروف تھے کہ آپ کے خلاف آپ کے حاسدین نے ایک ہنگامہ کھڑا کر دیا۔ اور اس ہنگامہ میں بنیاد آپ کے فتویٰ زیارت قبور کو بنایا گیا تھا جو آپ نے سترہ سال قبل دیا تھا کہ

"قبر کی زیارت کے لئے (خواہ وہ آنحضور ﷺ کی قبر انور ہو' علی صاحبہ الف الف صلوۃ وسلام) اہتمام سے سفر کر کے جانا جائز نہیں (جس کو عربی میں شد الرحال کہتے ہیں) اس لئے کہ حدیث میں آتا ہے:

لا تشدّ الرحال الا الٰی ثلاثۃ مساجد ' المسجد

الحرام، ومسجدی ھذا والمسجد الاقصی

"کجاوے نہ کسے جائیں (اہتمام سے سفرنہ کیا جائے) مگر تین مسجدوں کی طرف، مسجد حرام (خانہ کعبہ) میری یہ مسجد (مسجد نبوی)، اور مسجد اقصیٰ (بیت المقدس)"{۱۱}

امام ابن تیمیہ دمشق میں تھے اور سازشیں ان کے خلاف مصر میں ہو رہی تھیں۔ مخالفین نے فتویٰ کو توڑ مروڑ کر سلطان کے سامنے پیش کیا اور سلطان نے امام صاحب سے صحیح صورت حال دریافت نہ کی بلکہ اس نے امام ابن تیمیہ کی گرفتاری کا حکم صادر کر دیا۔{۱۲}

سلطان مصر کا فرمان دمشق پہنچا تو امام صاحب کو اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں تو اس کا منتظر تھا، اس میں بڑی خیر اور مصلحت ہے۔ چنانچہ امام کو دمشق کے قلعہ میں نظر بند کر دیا گیا۔ اور اس بات کی بھی آپ کو اجازت دی گئی کہ آپ اپنے ساتھ اپنے بھائی کو رکھ سکتے ہیں اور ان کے مصارف حکومت برداشت کرے گی۔ آپ کے مایہ ناز شاگرد حافظ ابن القیم بھی آپ کے ساتھ جیل چلے گئے اور حافظ ابن القیم کی رہائی اس وقت عمل میں آئی جب کہ امام ابن تیمیہ کا جیل میں انتقال ہو گیا{۱۳}

جیل میں امام ابن تیمیہؒ کے مشاغل

عرصہ دراز کے بعد امام ابن تیمیہ کو جیل میں یکسوئی اور سکون حاصل ہوا تو آپ نے اس خلوت میں ایک طرف تصنیف و تالیف کا شغل جاری رکھا اور اس کے ساتھ ذکر و اذکار اور قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف رہتے۔ حافظ ابن کثیر کی روایت کے مطابق آپ نے قرآن مجید کے ۸۰ دور کیے {۱۴} بعد میں آپ سے قلم دوات بھی چھین لی گئی۔ اس پر آپ نے کسی قسم کی جزع فزع نہیں کی۔

زندگی کا آخری دن اور وفات

امام ابن تیمیہ کے بھائی زین بن عبد الرحمان کی روایت کے مطابق ۸۱ ویں مرتبہ قرآن مجید کے دور میں سورۃ القمر کی ان آیات

﴿اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ۝ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝﴾

"پرہیزگار لوگ بلاشبہ باغوں اور نہروں میں ہوں گے اور مقتدر بادشاہ کے نزدیک سچی جگہ

حاصل کیے ہوں گے"

پر پہنچے تو بیماری کی شدت کی وجہ سے اس کے بعد تلاوت نہ کر سکے اور آپ پر سکرات طاری ہو گیا۔ اور چند گھنٹوں میں ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ...... یہ واقعہ ۸ ذی قعدہ ۷۲۸ھ کا ہے۔ انتقال کے وقت آپ کی عمر ۶۷ سال تھی۔ {۱۵}

حوالہ جات

(۱) ابن کثیر 'البدایہ والنہایہ' ج ۱۴ 'ص ۳۷
(۲) شبلی نعمانی 'مقالات شبلی' ج ۵ 'ص ۴۳
(۳) محمد یوسف کو' ری۔ امام ابن تیمیہ 'ص ۳۴۶
(۴) ابن کثیر 'البدایہ والنہایہ' ج ۱۴ 'ص ۳۸
(۵) شبلی نعمانی 'مقالات شبلی' ج ۵ 'ص ۴۷
(۶) ابن کثیر 'البدایہ والنہایہ' ج ۱۴ 'ص ۳۹
(۷) سورہ یوسف 'آیت ۳۳
(۸) ابوزہرہ 'حیات ابن تیمیہ 'ص ۱۲۱
(۹) ابن کثیر 'البدایہ والنہایہ' ج ۱۴ 'ص ۵۴
(۱۰) ابوزہرہ 'حیات ابن تیمیہ 'ص ۱۴۵
(۱۱) ابوالحسن علی ندوی 'تاریخ دعوت و عزیمت' ج ۲ 'ص ۱۲۷
(۱۲) ابوزہرہ 'حیات ابن تیمیہ 'ص ۱۵۰
(۱۳) ابن حجر 'الدرر الکامنہ' ج ۳ 'ص ۴۰۰
(۱۴) ابن کثیر 'البدایہ والنہایہ' ج ۱۴ 'ص ۱۳۸
(۱۵) محمد یوسف کوکن عمری۔ امام ابن تیمیہ 'ص ۵۸۱۔

"شہیدِ مظلوم 'حضرت عثمان غنیؓ" کے بعد مرکزی انجمن کی مطبوعات میں

ایک خوشگوار اضافہ

خلیفۂ رابع حضرت علیؓ کے فضائل و مناقب پر مشتمل

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کا ایک نہایت مؤثر اور جامع خطاب

مثیلِ عیسیٰؑ --- علیؓ مرتضیٰؓ

اب کتابی صورت میں دستیاب ہے

صفحات ۵۲ 'عمدہ طباعت 'قیمت (اشاعت عام)۔/۷ روپے

شائع کردہ : مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور '۳۶۔کے 'ماڈل ٹاؤن